نہیں تھے وہاں فوجیوں نے کشتی کے مالک سے کہا کہ وہ مسلمانوں حریت پسندوں کو تلاش کر رہے ہیں تلاشی لیتے ہوئے انہوں نے ہاؤس بوٹ کی کھڑکیاں توڑ ڈالیں دروازے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے فرنیچر الٹ پلٹ کر دیا اور کشتی میں مقیم سیاحوں کے زیورات، ٹیپ ریکارڈرز اور ایک کیلکولیٹر چرا لیا کشمیر میں درندہ صفت بھارتی فوجیوں کے ہاتھوں سیاحوں پر یہ کچھ گزر رہی ہے اور خود شہریوں میں فوج خوف و دہشت پھیلانے کے لیے کچھ بدروحوں کے حربے استعمال کر رہی ہے۔ سنا گیا ہے کہ سرینگر کے مختلف مقامات پر ایک سایہ گھومتا رہتا ہے کبھی کبھی یہ سایہ گھروں میں داخل ہو جاتا ہے اور گھروں کے مکینوں پر اپنی لمبی لمبی انگلیوں کے لوہے کے ناخنوں سے خراشیں ڈال دیتا ہے۔ یوں توہم پرست لوگوں کے ہوش و حواس جاتے رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ قیاس یہ ہے کہ رات کو جب کسی کا دروازہ کھٹکھٹایا جاتا ہے تو وہ اس بھوت کے خوف سے دروازہ نہیں کھولتے۔ اس سے پہلے دروازہ کھٹکھٹانے پر حریت پسندوں کو فوراً پناہ مل جاتی تھی۔ اس طرح بھارتی فوج نے مسلمان حریت پسندوں کو شہریوں کی جانب سے پناہ ملنا ناممکن بنا دیا ہے اور وہ انہیں یا تو گولیوں کا نشانہ بنا کر شہید کر دیتی ہے یا پھر گرفتار کر کے ٹارچر سیلوں میں پہنچا دیتی ہے۔ (وائس آف امریکہ کی رپورٹ)

مولانا احتشام الحق تھانوی کی آپ بیتی

مولانا احتشام الحق تھانوی کی یہ آپ بیتی ۱۹۶۹ء/۱۹۷۰ء کی تحریک جمہوریت پاکستان کے زمانے کی آپ بیتی اور اسلام پسندوں کے قافلہ، اتحادِ اسلامی کے انتشار اور اس کے پس منظر کی چشم دید بیانیہ ہے جسے مولانا تھانوی کی زبانی ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہان پوری نے مرتب کیا ہے۔ مولانا تھانوی مرحوم نے اس کا نام "اسلام پسندوں کے انتشار میں جماعت اسلامی کا حصہ" رکھا تھا، لیکن مرتب نے اسے "مولانا احتشام الحق تھانوی کی آپ بیتی...... تحریکِ جمہوریتِ پاکستان کا ایک باب" کے نام سے موسوم کیا ہے۔

کتاب کا دوسرا حصہ چند "ضمیمہ جات" پر مشتمل ہے جسے شاہد حسین خان نے مرتب کیا ہے۔ اس میں تحریکِ پاکستان کے زمانے سے لے کر بعد تک جماعت اسلامی کے سیاسی افکار کو مرتب کر دیا گیا ہے اور جماعت اسلامی کے سیاسی و مذہبی افکار و عقائد اور کردار کے ان پہلوؤں کو خاص طور پر نمایاں کیا ہے۔ جن کی طرف مولانا تھانوی نے اپنی آپ بیتی میں اشارہ کیا تھا۔

یہ کتاب مولانا احتشام الحق تھانوی اکادمی کراچی نے شائع کی ہے۔

بقیہ: صفحہ ۵ سے

دوسروں کے احتساب سے پہلے اپنا احتساب اجتماعی زندگی کے ان تقاضوں کی تکمیل کا سب سے پہلا قدم ہے جو ہم سے پامال ہوتے رہتے ہیں۔ یہ محض اجتماعی کام کرنے والوں کے لیے نہیں بلکہ ہر مومن کے لیے ضروری ہے اور عین اسلام و ایمان کا تقاضا ہے۔